احمد کورو

اسلام، آمریت پسندی اور پسماندگی

ایک عالمی اور تاریخی موازنہ

مترجم: اعزاز باقر

www.mashalbooks.org

اسلام،
آمریت پسندی اور پسماندگی

ایک عالمی اور تاریخی موازنہ

احمد کورو

ترجمہ: اعزاز باقر

مشعل بکس
مکان نمبر 16، گلی 35، جی فورٹین فور،
اسلام آباد، 44210، پاکستان

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

ISBN: 978-627-7677-97-8

کاپی رائٹ اردو©2024 مشعل بکس
کاپی رائٹ انگریزی©2019 احمد کورو

نام کتاب: اسلام، آمریت پسندی اور پسماندگی۔ ایک عالمی اور تاریخی موازنہ
مصنف: احمد کورو
ترجمہ: اعزاز باقر
ترتیب: شمع زینب
عنوان خاکہ: Three Philosophers-Giorgione, c. 1509.
عنوان ڈیزائن: نصرت حسین
ایڈیشن: پہلا
طباعت: مکتبہ جدید پریس، لاہور، پاکستان
تعداد کتب: 300

ناشر: مشعل بکس
مکان نمبر 16، گلی 35، جی فورٹین فور
اسلام آباد، 45210، پاکستان
فون: 051-8733630
Email: themashalbooks@gmail.com
http//:www.mashalbooks.org
قیمت: 1700 روپے

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

اوغور (1935ء تا2004ء) کے نام، جسے یہ کتاب پڑھتا دیکھنے کی
میری خواہش تھی اور یوسف اور یونس علی کے نام، جو ایک دن اسے
ضرور پڑھیں گے۔

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

اسلام، آمریت پسندی اور پسماندگی

کتاب کے بارے میں:

ایسا کیوں ہے کہ مسلم اکثریتی ممالک میں دنیا کی اوسط سے زیادہ آمریت پسندی اور کم معاشی و سماجی ترقی پائی جاتی ہے؟ احمد کورو ان توجیہات پر کڑی تنقید کرتے ہیں جو اس فرق کی وجہ اسلام کو قرار دیتی ہیں، کیونکہ نویں سے بارہویں صدی کے درمیان مسلمان مغربی یورپی باشندوں سے فلسفیانہ اور سماجی و معاشی طور پر زیادہ ترقی یافتہ تھے۔ اس کی وجہ یورپی نوآبادیاتی تسلط نہیں ہے، کیونکہ نوآبادیات کے آغاز کے پہلے ہی مسلمان سیاسی اور سماجی و معاشی مسائل کا شکار ہو چکے تھے۔ کورو کا ماننا ہے کہ ابتدائی دور میں مسلمانوں نے بااثر مفکر اور تاجر پیدا کئے تھے، تب یورپ میں مذہبی شدت پسندی اور فوجی حکمرانی زوروں پر تھیں۔ تاہم، گیارہویں صدی میں، قدامت پرست علماء اور عسکری ریاست کے درمیان اتحاد پیدا ہونا شروع ہوا تھا۔ اس اتحاد نے مسلمان دنیا میں دانشورانہ اور بورژوا طبقوں کو کمزور کر کے آہستہ آہستہ فکری اور معاشی تخلیقیت میں رکاوٹیں ڈالیں۔ یہ اہم تحقیق اپنی تاریخی وضاحت کو دورِ حاضر کی سیاست سے جوڑتی ہے کہ آج بھی علماء۔ریاست اتحاد مسلم ممالک میں تخلیقی کام اور مسابقت کو روکتا ہے۔

مصنف کے بارے میں:

احمد کورو امریکہ کی سان ڈیاگو اسٹیٹ یونیورسٹی میں سیاسیات کے پروفیسر اور اسلامی و عربی مطالعات کے مرکز کے ڈائریکٹر ہیں۔ کورو ''سیکولرازم اور ریاست کی مذہب کے حوالے سے پالیسیاں: ریاستہائے متحدہ امریکہ، فرانس اور ترکی'' (کیمبرج یونیورسٹی پریس) کے مصنف ہیں۔ ان کی تازہ ترین کتاب، ''اسلام، آمریت پسندی اور پسماندگی'' (کیمبرج یونیورسٹی پریس) کو تین ایوارڈ مل چکے ہیں اور یہ ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ کی سال کی بہترین کتابوں میں بھی شمار ہوئی ہے۔ اس اردو ترجمے سے پہلے ہی کتاب کے ایک درجن سے زائد زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

مندرجات

صفحہ نمبر

نقشہ جات کی فہرست ---------------------------- 06

جدولوں کی فہرست ---------------------------- 06

دیباچہ ---------------------------- 08

تعارف ---------------------------- 17

حصہ اول۔ حال

1۔ تشدد اور امن ---------------------------- 38

2۔ آمریت پسندی اور جمہوریت ---------------------------- 65

3۔ سماجی و اقتصادی پسماندگی اور ترقی ---------------------------- 103

حصہ دوم۔ تاریخ

4۔ ترقی: صاحبان علم اور تاجر (ساتویں تا گیارہویں صدی) 127

5۔ بحران: بیرونی حملے (بارہویں تا چودھویں صدی)------- 212

6۔ طاقت: تین مسلم سلطنتیں (پندرہویں تا سترہویں صدی)--- 284

7۔ زوال: مغربی نو آبادیاتی تسلط اور مسلمان مصلحین

(اٹھارہویں تا انیسویں صدی)---------------------------- 350

ماحصل ---------------------------- 385

کتابیات ---------------------------- 400

اشاریہ ---------------------------- 499

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

نقشہ جات

صفحہ نمبر

نقشہ1:انچاس مسلم اکثریتی ممالک(2018) 37

نقشہ 2: مسلم دنیا(قریب1000ء) 126

نقشہ3: مسلم دنیا(قریب1300ء) 211

نقشہ4: عثمانیہ، صفوی اور مغلیہ سلطنتیں(1600) 283

نقشہ5: مسلم دنیاپریورپی نو آبادیاتی تسلط(1914) 349

جدولیں

1.1- مسلم اکثریتی ممالک اور باقی دنیا(2010ء کے لگ بھگ) 18

1.2-انچاس مسلم ممالک کے دساتیر میں لادینیت اور شریعت 74

2.2- کرائے، محصولات اور غیر پیداواری سرمائے کی آمدنی پر چلنے والی ریاستیں(2010ء کے لگ بھگ) 91

1.5- صنعتی اور سرکاری خدمات کی شعبوں میں پیشہ ورانہ شرائط 256

سی-1-تقابلی تاریخی ترقی: مسلمان اور مغربی، یورپی باشندے 387

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

حروفِ تحسین

"ایک پُرعزم اور کامیاب تجزیہ۔"
فارن افیئرز (Foreign Affairs)

"کورو ایک نیا جرأت مندانہ نظریہ پیش کرتا ہے۔ روس کے ساتھ ساتھ پوتن-کرل اشتراک کو ذہن میں رکھیں تو کورو کا نظریہ، اسلامی دنیا سے باہر بھی لاگو ہو سکتا ہے۔"
ٹائمز لیٹریری سپلیمنٹ (Times Literary Supplement)

"کورو کی کتاب نے مسلم فکری دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ایک شفاف اور جمہوری معاشرے اور انتہائی مسابقتی معیشت کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ یہ مغرب زدگی نہیں ہے، بلکہ یہ بالکل اسلامی شعائر کے عین مطابق ہے۔"
جکارتہ پوسٹ (Jakarta Post)

"احمد کورو کی اس دلچسپ اور فکر انگیز کتاب کا مدعا یہ ہے کہ اسلامی تہذیب کے زوال کے اسباب داخلی تھے، بیرونی نہیں اور تہذیبی تنزلی کا دور یورپی استعماریت کی آمد سے بہت پہلے شروع ہو چکا تھا جب اجتماعی طور پہ نظریات میں لچک کی بجائے ایک سختی آ گئی۔ ایک نہایت مدلل انداز سے مصنف نے ثابت کیا ہے کہ جب تاجروں اور دانشوروں کا اثر ریاست کے حکمرانوں پر کم ہو گیا،اور ساتھ ساتھ راسخ الاعتقاد علماء کا اثر بڑھ گیا، تو تخلیقی صلاحیتوں اور تنوع میں کمی آتی چلی گئی جس کے بعد مسلمان یورپی سامراج کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہو گئے۔"
پرویز امیر علی ہودبھائی (پروفیسر، قائداعظم یونیورسٹی)

www.mashalbooks.org

اردو ترجمے کا دیباچہ

ترکی میں 1980ء کی دہائی میں جب میں اک ننھا بچہ تھا اور ترکوں اور پاکستانیوں کے درمیان محبت کی وجہ سے کسی غیر ملکی زبان میں جو چند جملے جانتا تھا ان میں سے ایک ''جیوے جیوے پاکستان'' تھا۔ بعد میں، مجھے امریکہ میں بہت سے پاکستانی دوست ملے، جہاں میں گزشتہ 25 سال سے رہ رہا اور پڑھاتا ہوں۔ 2019ء میں اس کتاب کی اشاعت میرے لئے ایک اہم موڑ تھا۔ اس وقت سے میں نے پاکستان سے درجنوں نئے دوست بنائے ہیں۔ پاکستانی ماہرین تعلیم، صحافی، طلباء اور قارئین نے کتاب میں دلچسپی ظاہر کی ہے، جسے ان کے تجزیوں، میرے ساتھ انٹرویوز، سوشل میڈیا کے تبصروں اور پیغامات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ ایک سائنسی کتاب ہے جسے کئی علمی ایوارڈز مل چکے ہیں اور ٹائمز لٹریری سپلیمنٹ کتابوں میں شامل کیا گیا۔ اس نے بہت سارے عام قارئین کی توجہ بھی حاصل کی ہے۔ اب تک 24 زبانوں میں کتاب کے 200 تجزیے اور کوریجز شائع ہو چکے ہیں۔ میں کتاب پر سب سے زیادہ کی جانے والی تنقید کو تین قسموں میں تقسیم کرتا ہوں۔

پہلے گروہ کو اسلام کے ناقدین کہا جا سکتا ہے، ان میں خاص طور پر شمالی امریکہ اور یورپ میں دائیں بازو کے سیاست دانوں کے پیروکار شامل ہیں۔ ان کے نزدیک یہ کتاب اس بات کی تردید کرتی ہے کہ مسلم معاشروں کے مسائل کی وجہ اسلام ہے۔ میں اس تنقید کا جواب کتاب کے ہر باب میں اس بات پر زور دے کر دیتا ہوں کہ کس طرح ابتدائی مسلم تاریخ میں اسلام اور ترقی ہم آہنگ تھے لیکن بعد کی صدیوں میں سیاسی اور مذہبی صاحبان اختیار نے ترقی کو روک دیا تھا۔ اس کتاب میں آج 50 مسلم اکثریتی ممالک کے درمیان فرق پر بھی زور دیا گیا ہے۔ یہ اسلاموفوبک دعوؤں کو مسترد کرتی ہے اور اس کی بجائے علماء اور ریاست کے درمیان اتحاد کو ذمہ دار گردانتی ہے، اس اتحاد نے گیارہویں صدی کے بعد مسلم دنیا کے دانشوروں اور تاجروں کو آہستہ آہستہ پسماندہ کر دیا۔

www.mashalbooks.org

ناقدین کے دوسرے گروہ کو استعمار مخالف کہا جا سکتا ہے۔ ان کے بقول آج مسلم ممالک مغربی سامراج کی وجہ سے بحران کا شکار ہیں۔ دراصل میری کتاب کا ہر باب مغربی استعمار اور سامراج کو ایک ایسے مسئلے کے طور پر دیکھتا ہے جس کو حل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن کتاب ماضیبے لے کر حال تک مسلم معاشروں کے نظریاتی اور ادارہ جاتی مسائل کو چھپانے کے لیے اس کے استعمال کو بھی مسترد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، کتاب مشرقی ایشیائی اور لاطینی امریکی ممالک میں جمہوری اور اقتصادی میدان میں حالیہ کامیابیوں کی طرف توجہ مبذول کراتی ہے حالانکہ وہ بھی نوآبادیاتی اور سامراجی تسلط کا شکار رہے ہیں۔

ناقدین کے تیسرے گروہ کا دعویٰ ہے کہ میری کتاب مشرق صرف وسطیٰ، شمالی افریقہ اور وسطی ایشیاء کے لیے لکھی گئی ہے اور باقی مسلم دنیا کے بارے میں بہت کم مواد ہے۔ اس تاثر کو کتاب کے انڈونیشیائی اور ملائیشیائی تراجم نے غلط ثابت کیا۔ میں نے ان دونوں ممالک کا دورہ بھی کیا ہے، وہاں کے قارئین نے مجھے بتایا کہ کتاب جنوب مشرقی ایشیاء کے سیاق و سباق سے بہت متعلقہ ہے۔ مزید برآں، پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں میں بہت سے قارئین نے میری کتاب کو اپنے مقامی تجربات سے متعلق پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کا بنگلہ میں ترجمہ چھپ چکا ہے اور اب مجھے اردو میں ترجمہ دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔

میں کتاب کے اردو ایڈیشن کے لیے پروفیسر پرویز ہودبھائی، مترجم اعزاز باقر اور مشعل بکس کی ایڈیٹر شمع زینب کا نہایت مشکور ہوں۔ کتاب کا اس سے پہلے یورپ میں فرانسیسی، جرمن، ڈچ، اور بوسنیائی زبانوں میں اور ایشیاء میں عربی، فارسی، ترکی، ازبک، قرغز اور بنگلہ زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ کتاب کے انگریزی ایڈیشن اور تراجم نے دنیا میں بہت مفید مباحث شروع کروائے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اردو ترجمہ بھی اسی سلسلے کو ایک اور ملک میں پھیلانے کا سبب بنے گا۔

احمد کورو

اکتوبر 2024ء

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

انگریزی کتاب کا دیباچہ

مجھے یاد ہے کہ 1989ء کی گرمیوں میں بحیرہ روم کے ترک ساحلی شہر اسکندرون میں اپنے والدین کے ساتھ ناشتہ کر رہا تھا۔ مجھے والد پریشان نظر آئے، میں نے وجہ پوچھی تو والدہ نے جواب دیا، کہ والد پچھلی رات ایک مشکل بحث میں پڑ گئے تھے۔ تب والد صاحب نے تفصیل بتائی کہ جس سیکولر ترک جرنیل کو رات کھانے پر مدعو کیا تھا، اس نے میرے سونے کے بعد تقریباً آدھی رات کو مسلمانوں کی سماجی اور معاشی پسماندگی کے مسئلے کو چھیڑ دیا تھا۔ اس جرنیل کا استدلال تھا کہ صرف پروٹسٹنٹ اقوام نے ہی جدید تہذیب کو کھڑا کرنے میں حصہ ڈالا، اور مسلمان قومیں صرف اس سے مستفید ہوتی رہی ہیں۔ میرے والد جو اس وقت کے وزیر اعظم تور گت اوزال کی دائیں بازو کی پارٹی کے صوبائی سربراہ تھے، انہوں نے مسلمانوں کی ریاضی اور دیگر شعبوں میں ابتدائی کامیابیوں کی اہمیت بتا کر مسلمانوں کا دفاع کیا۔ اس معاندانہ بحث نے والد کو بہت پریشان کر دیا تھا۔ اس بحث کا اثر مجھ پر بھی ہوا اور والد کی لائبریری جا کر میں نے والتھر کیاؤلین کی کتاب The Iron Angels: Birth, History and Power of the Machines from Antiquity from the Time of Goethe کا ترکی ترجمہ پڑھ ڈالا۔ جب میں نے والد کو بتایا کہ وہ کتاب پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ ٹیکنالوجی میں مغربی یورپ کے لوگ کس طرح مسلمانوں سے آگے نکل گئے۔ انہوں نے پیار سے میری طرف دیکھا، مسکرائے اور کہا، ''بیٹا اس نتیجے تک پہنچنے کے لیے تمہیں کم از کم دس پندرہ کتابیں اور پڑھنی چاہییں۔'' یوں میں نے کتاب ہذا کے موضوع پر پڑھنا شروع کیا، اور اب یہ مکمل کتاب میرے والد اوغور کورو کے نام ہے۔

www.mashalbooks.org

www.mashalbooks.org

حروفِ تشکر

کتاب کی تکمیل میں قابل قدر حصہ ڈالنے پر میں اپنے اساتذہ، رفقائے کار، اور دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ مرحوم برنارڈ وائس نے دو عشرے قبل مجھے اس وقت اسلامی سیاسی فکر کی تعلیم دی تھی جب میں ابھی بی اے کا طالب علم تھا۔ مرحوم الفریڈ سٹیپان، رابرٹ ہیفنر، ریبات کسابا، جوئل مگدال، اور ڈینئیل فلپاٹ نے مذہب اور ریاست کے تعلقات پر تقابلی کام کرنے کے لئے میرے اندر تحریک اور جذبہ پیدا کیا۔ میرا گوخان باجک، اوز گور کوجہ، اور فیضی بلگن کے ساتھ بھی اسلام اور سیاست پر بہت فائدہ مند علمی تبادلۂ خیال رہا۔ میخائیل الگیسیف، رونی شرائیبر، ہشام فواد، اور رائن کاظمی کا شمار سان ڈیا گو اسٹیٹ یونیورسٹی (ایس ڈی ایس یو) کے میرے ان رفقائے کار میں ہوتا ہے جنہوں نے اس موضوع پر میرے ساتھ تنقیدی مباحث کیئے۔ ایس ڈی ایس یو کی جانب سے دیئے گئے بہت سے وظائف، جن میں یو جی پی اور ہاسٹلر گرانٹ بھی شامل ہیں، میری تحقیق میں معاون ثابت ہوئے۔ میں ایس ڈی ایس یو کے کتب خانوں میں کام کرنے والے اشخاص، خاص طور پر ایڈورڈ ڈی بیلا اور جون گڈوِن کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری تحقیق میں معاونت کی۔

میں کیمبرج یونیورسٹی پریس کے ایڈیٹر رابرٹ ڈریسن اور مینیجر رابرٹ جڈ کنس کے صبر و تحمل اور پیشہ ورانہ اخلاق کے بہترین مظاہرے پر ان کا شکر گزار ہوں اور اس کے ساتھ ہی قیمتی حوالے دینے والے دو گمنام حضرات کا بھی۔ کتاب کے مختلف ابواب کے ابتدائی مسودوں پر اپنے مفید تبصروں اور تنقیدی جائزوں سے نوازنے والے لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری ہے جن میں میرے بے شمار احباب شامل ہیں۔ میں ان بے شمار دوستوں کی مہمان نوازی کو بھی سراہنا چاہوں گا جنہوں نے ترکی، قطر، شام، مصر، تیونس اور قزاقستان میں 2010ء سے 2013ء تک مختلف ادوار میں میری تحقیق کے دوران میری مہمان نوازی کی۔

میں اپنی والدہ، جیجک کورو، بھائی محمد، بہنوں مینے اور لالے کی غیر مشروط محبت
www.mashalbooks.org

اور معاونت جیسی نعمت سے بھی مالامال رہا ہوں۔ میری شریکِ حیات زینب، ہمیشہ ہی محبت، جذبات اور خوشی کا مآخذ رہی ہے۔ ہمارے بیٹوں یوسف اور یونس علی نے مغرب اور مسلم دنیا کے حوالے سے تقابلی سوالات کا سلسلہ پہلے سے ہی شروع کرر کھا تھا، وہ دو دنیائیں جو ان کی زندگی کے ناگریز اجزاء کی مانند ہیں۔ اُمید ہے کہ وہ اس کتاب میں تحقیق کردہ بہت سے سوالات کی کھوج لگاتے رہیں گے؛ یہی وجہ ہے کہ میں نے یہ کتاب ان کے نام بھی منسوب کی ہے۔

طریقۂ کار، تھیوری اور معیار کے حوالے سے اندیشے

اس کتاب میں تقابل کے تاریخی طریقہ ہائے کار استعمال کئے گئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے کچھ مخصوص ادوار کا ایک دوسرے سے اور ان کا مغربی یورپی تاریخ کے مخصوص ادوار سے موازنہ کیا گیا ہے۔[1] ایک اہم طریقہ سلسلہ ءعمل کی کھوج لگانے کا ہے جس کے تحت تبدیلی کی وجوہات کا سراغ لگانے کے لئے تاریخی عمل کو نسبتاً مختصر اور تجزیاتی طور پر قابل موازنہ ادوار میں تقسیم کرکے دیکھا جاتا ہے۔[2] علاوہ ازیں کتاب میں ''حال کے ماضی پر یا مدارج عمل پر انحصار''[3] کی حکمت عملی بھی اختیار کی گئی ہے تا کہ اس امر کا جائزہ لیا جا سکے کہ مخصوص تاریخی ادوار کے دوران اور خصوصاً ''فیصلہ کن موڑوں''[4] پر تشکیل کردہ تصورات اور مادی حالات ماضی پر انحصار والی صورت حال کو جنم دے کر کس طرح مستقبل کی تشکیل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر مسلم معاشروں میں خواندگی کی موجودہ پست شرحوں کا جائزہ لینے کے لئے کتاب میں اس مسئلے کے تاریخی مآخذ کا جو سراغ لگایا گیا ہے اس کے مطابق چھاپہ خانوں کے قیام میں تین صدی کی تاخیر کا اہم کردار رہا ہے۔ مسلم معاشروں میں حتیٰ کہ وسط پندرہویں صدی کے دوران اور بعد کے فیصلہ کن دور میں بھی چھاپہ خانے کی ٹیکنالوجی سے کوئی استفادہ نہیں کیا گیا جبکہ مغربی یورپ میں اولین چھاپہ خانوں کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ اس تاریخی تجربے یا صورتحال کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم اور مغربی یورپی معاشروں کے درمیان وہ فرق پیدا ہو گیا جس کی وجہ ان کے

www.mashalbooks.org